

# رکوع میں آکر ملنے والے کی رکعت؟

جانبین کے دلائل کا جائزہ

تحریک

ابو عدنان محمد منیر قمر

ترجمان سہریمر کورڈٹ الخبر

وداعیہ متعاون اسلامک سٹراٹاجی ڈیپارٹمنٹ الخبر

(سعودی عرب)

ناشر

توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

## اشاعت کے دائمی حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	: رکوع میں ملنے والے کی رکعت
مؤلف	: ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین
سال طباعت	: ۱۴۲۳ھ - ۲۰۰۳ء
تعداد طباعت	: ۵۰۰۰
باہتمام	: توحید پبلیکیشنز، بنگلور
کمپوزنگ	: شاہد ستار اور مسعود سہیل

---

### ہندوستان میں ملنے کے پتے:

☆ توحید پبلیکیشنز، ایس. آر. کے. گارڈن

بنگلور۔ فون. ۶۶۵۰۶۱۸

☆ چارمینار بک سنٹر

چارمینار روڈ، شیواجی نگر، بنگلور۔ ۵۱

### مؤلف کا پتہ

الحکمتہ الکبریٰ، الخمر، الرمزا البریدی ۳۱۹۵۲ (سعودی عرب)

رابطہ: E-Mail: tawheed\_pbs@hotmail.com

رکوع میں ملنے والے رکعت؟

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## پیش لفظ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ

أَمَّا بَعْدُ:

معزز سامعین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
جو شخص جماعت میں اس وقت آکر ملے جب امام رکوع جاچکا ہو، اور یہ آتے ہی تکبیر  
تحریمہ کہہ کر رکوع چلا جائے۔ اسکی وہ رکعت شمار ہوگی یا نہیں؟  
اس سلسلہ میں دو معروف مسلک ہیں:

۱۔ اسکی وہ رکعت شمار نہیں ہوگی بلکہ اسے امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس رکعت کا اعادہ کرنا ہوگا۔  
۲۔ اس کی وہ رکعت ہو جائے گی۔  
ان دونوں میں سے معروف ترین مسلک تو پہلا ہے، مگر صحت و صراحت اور قوت دلائل کی رو سے صحیح  
ترین مسلک کونسا ہے۔

زیر نظر رسالہ میں اسی موضوع پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ دراصل ہماری  
چند ریڈیائی تقاریر ہیں جو متحدہ عرب امارات کے ریڈیو ام القیوین کی اردو سروس سے نشر کی گئی  
تھیں، جنہیں ہم رسالے کی شکل میں پیش کر رہے ہیں۔

اس کتابچہ کی ترتیب و تدوین اور طباعت و اشاعت میں ہمارے جن احباب نے ہمارا  
تعاون فرمایا ہے، ہم ان سب کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس رسالے کو شرف قبول سے نوزے اور اسے ہمارے اور ہمارے معاونین کیلئے دنیا و  
آخرت کی فوز و فلاح کا ذریعہ اور ہمارے قارئین کیلئے اسے باعث استفادہ اور سبب صلاح و فلاح

بنائے۔ آمین

الحکمۃ الکبریٰ الخیر، سعودی عرب

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ

۳ دسمبر ۲۰۰۱ء

ابو عمران محمد منیر قمر نواب الدین

ترجمان سپریم کورٹ الخیر،

داعیہ متعاون، مراکز دعوت و ارشاد

الدام، الخیر، الظہر ان

## رُکوع میں ملنے والے کی رکعت؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

**مرکب رکوع کی رکعت:** اس بات میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے یا نہیں؟ قائلین فاتحہ اپنی تائید میں بکثرت احادیث پیش کرتے ہیں جو سورہ فاتحہ پڑھنے کا یہ دیتی ہیں جب کہ فریق ثانی کی طرف سے یہ اشکال یا اعتراض کیا گیا ہے کہ ان احادیث کے عموم پر عمل کیا جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ رکوع میں جماعت سے ملنے والے کی وہ رکعت نہیں ہوگی۔ حالانکہ جمہور س بات کے قائل ہیں کہ اگر کوئی شخص رکوع کی حالت میں امام کے ساتھ نماز میں شریک ہو تو اس کی وہ رکعت ہو جائیگی، خواہ اس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی ہو۔ جبکہ قائلین وجوب فاتحہ کی طرف سے اس کا حل اور جواب یہ پیش کیا گیا ہے کہ مقتدی کے رکوع میں اگر امام کے ساتھ مل جانے سے اس کی وہ رکعت ہو جائیگی یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے اگرچہ جمہور س بات کے قائل ہیں کہ ہو جائیگی۔

**ناعین رکعت اور ان کے دلائل:** مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت اور بعض محدثین و متفقین جن میں امام بخاری بھی شامل ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اس کی وہ رکعت نہیں ہوگی اور اپنی کتاب جزء القراءة میں انہوں نے اس موضوع پر بحث بھی کی ہے۔<sup>۱</sup> وریہ واضح بات ہے کہ جمہور کوئی شرعی جت نہیں ہیں۔<sup>۲</sup> وریکھی جمہور کے برعکس دوسرے صحابہ و علماء کے یہاں دلائل قویہ ہوتے ہیں اور انہیں کا پلڑا بھاری ہوتا ہے۔

اس موضوع کی تفصیل تو علامہ بشیر احمد سہواری نے علامہ عبدالحی لکھنویؒ کی امام الکلام اور غیث لغمام کے جواب میں ”المرہان العجیب“ لکھ کر بیان کر دی ہے۔<sup>۳</sup> مختصر یہ کہ رکوع میں آکر ملنے والے سے دو اہم اجزاء نماز چھوٹ جاتے ہیں، ایک قیام جو کہ بالاتفاق نماز کا رکن ہے، دوسرا سورہ فاتحہ جو اس نے امام سے سنی اور نہ خود ہی پڑھی، اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ کسی رکن کے چھوٹ جانے سے نماز نہیں ہوتی۔ رکوع میں ملنے والے کا رکن قیام

## رُکوع میں ملنے والے کی رکعت؟

چھوٹنے کے ساتھ ساتھ ہی سورہ فاتحہ قراءت و سماعت ہر دو طرح سے چھوٹ گئی لہذا اس کی وہ رکعت کیسے شمار کی جائیگی؟ خصوصاً جبکہ صحیح بخاری و مسلم، جزء القراءة امام بخاری اور دیگر کتب حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((مَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا مَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا))<sup>۴</sup> جس قدر نماز امام کے ساتھ پالو وہ پڑھ لو، اور نماز کا جو حصہ رہ جائے وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پورا کر لو۔

(۱) مشکوٰۃ کی شرح المرعاة: علامہ عبید اللہ رحمائی نے لکھا ہے: ”اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ رکوع میں ملنے والا اُس رکعت کو شمار نہ کرے، کیونکہ اسے فوت شدہ نماز کے پورا کرنے کا حکم ہے، اس سے قیام اور قراءت دو اہم امور فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت کا یہی قول ہے، بلکہ امام بخاری نے اس بات کو ہر اس شخص کا قول بتایا ہے جو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو واجب جانتا ہے۔ محدثین شافعیہ میں سے امام ابن خذیمہ اور امام ابو بکر ضعی نے اسے ہی اختیار کیا ہے اور علامہ تفتی الدین سبکی نے اسے ہی قوی قرار دیا ہے۔“<sup>۵</sup>

## (۲) جزء القراءة: میں امام بخاری نے لکھا ہے:

((فَمَنْ فَاتَهُ، فَرَضُ الْقِرَاءَةِ وَالْقِيَامِ)) جس سے فریضہ قراءت و قیام فوت ہو جائیں اس کے لئے ان کا مکمل کرنا ضروری ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔

اور تھوڑا آگے جا کر امام بخاری نے ایک حدیث بھی روایت کی ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((صَلِّ مَا أَدْرَكْتَ وَأَقْضِ مَا فَاتَكَ))<sup>۶</sup> جو حصہ امام کے ساتھ مل جائے وہ پڑھ لو اور جو حصہ رہ جائے وہ بعد میں پورا کر لو۔

## رکوع میں ملنے والے کی رکعت؟

ورکافی آگے جا کر جزء القراءة میں ایک جگہ امام بخاریؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی وہ رشاد نبوی ﷺ بھی روایت کیا ہے، جسمیں ہے:

((فَلْيُصَلِّ مَا أَذْرَكَ وَيَقْضِ مَا سَبَقَهُ)) ۹

جو امام کے ساتھ مل جائے وہ پڑھ لے اور جو چھوٹ گیا ہو اسے بعد میں اٹھ کر پورا کر لے۔

ورایک جگہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا وہ اثر بیان کیا ہے، جسمیں وہ فرماتے ہیں:

((لَا يُجْزِيكَ إِلَّا أَنْ تُدْرِكَ الْإِمَامَ قَائِمًا)) امام کو اگر رکوع جانے سے پہلے کھڑے نہ پاؤ تو قبل اَنْ يُّرَكَّعَ ۱۰

تمہاری وہ رکعت نہ ہوگی۔

وردوسرا اثر یوں ہے:

((إِذَا أَذْرَكَتَ الْقَوْمَ رُكُوعًا لَمْ تَعْتَدْ بِتِلْكَ الرُّكْعَةِ)) ۱۱

اگر لوگوں کو رکوع کی حالت میں پاؤ اور ساتھ ملو تو اس رکعت کو شمار نہ کرو۔

ورایک جگہ ہے کہ حضرت ابوسعیدؓ اور عائشہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے:

((لَا يَزُكُّ أَحَدٌ كُمْ حَتَّى يَقْرَأَ بِأَمِّ لِقُرْآنٍ)) ۱۲

سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر کوئی شخص رکوع نہ کرے۔

ورجزء القراءة میں ہی امام بخاریؒ نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی بیان کی ہے، جس میں وہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز پڑھاتے وقت لمبے لمبے سانسوں اور ہانپنے کی آواز سنی آپ ﷺ نے نماز مکمل کرنے کے بعد حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

کیا تم ہانپ رہے تھے؟

نہوں نے عرض کیا جی ہاں میری جان آپ ﷺ پر فدا ہو۔

آپ ﷺ کے ساتھ ایک رکعت رہ جانے کا خطرہ تھا اسلئے میں جلدی جلدی چل کر ملا، تو آپ

## رکوع میں ملنے والے کی رکعت؟

ﷺ نے فرمایا:

((وَأَذْكَ اللَّهُ حُرْصًا وَلَا تَعْدُ صَلَّي مَا أَذْرَكَتَ وَأَقْضِ مَا سَبَقَكَ)) ۱۳

اللہ تمہاری حرص میں اضافہ فرمائے، آئندہ ایسا نہ کرو، جو پالو، وہ پڑھ لو اور جو نکل گئی ہو، وہ بعد میں پوری کر لو۔

اس حدیث میں وارد ہونے والے لفظ "تعد" کو کئی طرح سے پڑھا جاسکتا ہے اور زیر، زبر تبدیل کرنے سے معنی بھی بدل جاتا ہے، مثلاً:-

وَلَا تَعْدُ دوبارہ ایسا نہ کرو

وَلَا تُعِدُّ نماز کو دہراؤ نہیں

وَلَا تَعْدُ اس رکعت کو شمار نہیں کرو

وَلَا تَعْدُ بھاگ کر نہ آؤ

### (۳) شرح زرقانی:

موطامالک کی اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے علامہ زرقانی نے لکھا ہے:

”اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ رکوع میں ملنے والے کی یہ رکعت نہیں ہوگی کیونکہ اسے فوت شدہ حصے کو پورا کرنے کا حکم ہے اور اس کا قیام اور قراءت دونوں فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے شافعی محدثین نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے اور علامہ سبکی نے بھی اسے ہی قوی کہا ہے۔“ ۱۴

### (۴) نیل الاوطار:

امام شوکانی نے لکھا ہے کہ بعض اہل ظاہر، امام ابن خذیمہؒ اور امام ابوبکر ضعیؒ کا یہی مسلک ہے کہ رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی اور علامہ عراقی نے شرح ترمذی میں اپنے شیخ علامہ سبکی کا بھی یہی اختیار بتانے کے بعد لکھا ہے کہ جب تک سورۃ فاتحہ نہ پڑھ لے اس وقت تک رکعت شمار نہ کرے، ان کے الفاظ یہ ہیں:

((لَا يَعْتَدُ بِالرُّكْعَةِ مَنْ لَا يُدْرِكُ الْفَاتِحَةَ)) ۱۵

جو فاتحہ نہ پڑھ سکے، وہ اس رکعت کو شمار نہ کرے

رکوع میں ملنے والے کی رکعت؟

ورائے ہی صفحہ پر لکھا ہے کہ زید بن وہب سے بھی یہی مروی ہے کہ رکوع میں آ کر ملنے والا اپنی رکعت کی قضاء کرے۔ ۱۶

(۵) کتاب القراءة: امام بیہقی نے لکھا ہے کہ میں نے حافظ ابو عبد اللہ سے سنا ہے کہ وہ

فرماتے تھے کہ میں نے شیخ ابو بکر احمد بن اسحاق شعبی کوفی دیتے سنا ہے:

((أَنَّه لَا يَصِيرُ مُدْرِكًا لِلرُّكْعَةِ بِإِذَاكَ مَدْرِكُ رُكْعٍ، مَدْرِكُ رُكْعٍ يَكُونُ مَدْرِكًا لِلرُّكْعَةِ))

الرُّكْعُ ع)) ۱۷

(۶) المحلی: علامہ ابن حزم نے لکھا ہے کہ ((مَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا)) کے حکم

پر مشتمل حدیث کی رو سے رکعت شمار کرنے کیلئے قیام اور قراءت کا پانا ضروری ہے۔ کسی رکعت اور رکن اور ذکر مفروض کے فوت ہو جانے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک فرض ہے، جسکے بغیر نماز نہیں ہوتی، رکوع میں ملنے والے کو حکم ہے کہ امام جو کچھ اس سے پہلے ادا کر چکا ہو، وہ

سے اسکے سلام پھیرنے کے بعد پورا کرے۔ اور ان میں سے کسی امر کی تخصیص کسی نص شرعی کے

بغیر جائز نہیں۔ اور ایسی کوئی نص موجود نہیں۔ نمازی امام کے ساتھ رکوع چلا جائے اور اس رکعت کو

شمار نہ کرے، کیونکہ اسے قیام اور قراءت نہیں ملی۔ لیکن جب امام سلام پھیر لے تو وہ نمازی اس

رکعت کو قضاء کرے۔ ۱۸

(۷) امام شوکانی کا رجوع: امام شوکانی نے نیل الاوطار (۲/۵۲-۵۸) میں یہی مسلک

اختیار کیا ہے کہ رکوع میں جا کر ملنے سے وہ رکعت نہیں ہوتی۔ اور علامہ نواب صدیق حسن خان نے

اپنی کتاب المقالة الفصیحة فی الوصیة والوصیہ (ص ۷۸) میں لکھا ہے کہ اہل علم کی جماعت نے بہت

سے مسائل میں اپنے اقوال سابقہ سے رجوع کیا ہے، اور لوگوں کو اپنے رجوع سے آگاہ بھی کیا ہے۔ ورامام شوکانی بھی انہیں میں سے ہیں۔ یہ بھی پہلے خلع کو طلاق ہی سمجھتے رہے۔ پھر دلائل پر فکر و نظر

کے بعد قائل ہو گئے کہ خلع طلاق نہیں بلکہ فسخ نکاح ہے۔ اسی طرح پہلے وہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت کے قائل تھے اور پھر اس وقت اُس سے رجوع کر لیا جب تحقیق کرنے سے ظاہر ہو گیا کہ رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی۔ ۱۹

رکوع میں ملنے والے کی رکعت؟

(۸) علامہ مقبلی: علامہ صالح بن علی المقبلی فرماتے ہیں:

((وَقَدْ بَحَثْتُ هَذِهِ الْمَسْئَلَةَ وَاحْطَتُهَا فِيَّ)) میں نے فقہ وحدیث کے تمام دلائل کی زوسے

جَمِيعَ بَحْثِي فَقَهًا وَحَدِيثًا فَلَمْ أَحْصِلْ مِنْهَا بَحْثَ وَتَحْقِيقَ کی اور میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں جو

عَلَى غَيْرِ مَا ذَكَرْتُ يَعْنِي مِنْ عَدَمِ میں نے ذکر کر دیا ہے کہ رکوع میں ملنے سے

الْإِعْتِدَادُ بِإِذَاكَ الرُّكْعِ)) ۲۰ رکعت نہیں ہوتی۔

(۹) علامہ نواب صدیق حسن خان: علامہ نواب صدیق حسن خان وائے ریاست بھوپال نے

اپنی ایک کتاب دلیل الطالب علی ارجح المطالب (ص ۳۴۵) میں لکھا ہے کہ امام بخاری نے اپنی

معروف کتاب جزء القراءة میں فرمایا ہے کہ رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی ہے۔ اور یہ ہر اس شخص کا مذہب ہے جو قراءت فاتحہ خلف الامام کو واجب سمجھتا ہے۔ اور جمہور اہل علم چونکہ قراءۃ فاتحہ

خلف الامام کے قائل ہیں، اس اعتبار سے رکوع میں ملنے والے کی رکعت کا نہ ہونا جمہور کا مسلک ہوا۔ ۲۱

(۱۰) شیخ الکمل علامہ سید نذیر حسین محدث دہلوی: برصغیر کے ایک بڑے عالم جنہیں

پچاس سے زیادہ مرتبہ صحیح بخاری پڑھانے کا شرف حاصل ہے اور استاذ الاساتذہ ہی نہیں، شیخ الکمل

کے لقب سے پہچانے جاتے ہیں، وہ علامہ سید نذیر حسین محدث دہلوی ہیں، فتاویٰ نذیریہ میں اس موضوع سے متعلق ان کا ایک مختصر سا فتویٰ ہے، جس میں وہ بیان فرماتے ہیں کہ مدرک رکوع کی رکعت

نہیں ہوتی ہے، اس لئے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ ۲۲ اور انکے قابل فخر شاگرد علامہ شمس الحق عظیم آبادی عون المجدود شرح ابوداؤد میں فرماتے ہیں:

((وَهَذَا أَيْ بِعَدَمِ إِعْتِدَادِهِمْ قَوْلُ شَيْخِنَا)) ہمارے استاد گرامی علامہ سید محمد نذیر حسین

الْعَلَامَةِ السَّيِّدِ مُحَمَّدٍ نَذِيرِ حَسِينِ دہلوی کا یہی قول ہے کہ رکوع پانے والا اس

الدَّهْلَوِي)) ۲۳ رکعت کو شمار نہ کرے۔

آسانی رہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں قائلین رکعت نے اپنے دلائل کے طور پر جو احادیث لی ہیں، ان میں سے معروف احادیث چار ہیں۔ اور ان چار میں سے بھی تین احادیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اور ایک حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی تینوں احادیث کی حیثیت کا اندازہ تو اس امر سے ہی ہو جاتا ہے کہ وہ خود رکوع میں ملنے والے کی رکعت کے قائل نہیں تھے۔ بلکہ ان کا فتویٰ یہ رہا ہے کہ رکوع میں ملنے والے کی وہ رکعت نہیں ہوتی۔ اسے وہ رکعت امام کے سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کر پڑھنی چاہئے۔

(۱۲) علامہ عبدالرحمن مبارکپوری: شارح ترمذی علامہ عبدالرحمن مبارکپوری نے بھی تحفۃ الاحوذی میں لکھا ہے:

(اَلْقَوْلُ الرَّاجِعُ عِنْدِي قَوْلُ مَنْ قَالَ اِنَّ  
نَنْ اَذْرَكَ الْاِمَامَ رَاٰكُمْ تَحْتَسِبْ لَهُ،  
بِمَكَ الرَّحْمَةُ) ۲۵

**دیگر کبار علماء:** ایسے ہی دیگر کتنے ہی کبار علماء و فقہاء کرام بھی رکوع میں ملنے والے کی اس رکعت کو شمار کرنے کے قائل نہیں تھے، اگر ان کے فتاویٰ سے اقتباسات ذکر کئے جائیں تو یہ باعث طوالت ہوگا۔ لہذا ان کے اسماء گرامی کے تذکرہ پر ہی اکتفاء کرتے ہیں، چنانچہ ان میں سے (۱۳) شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری المعروف فاتح قادیان، (۱۴) مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی، (۱۵) مولانا محمد یونس صاحب دہلوی، (۱۶) حضرت علامہ شیخ الحدیث حافظ محمد محدث گوندلوی، (۱۷) علامہ محمد یوسف کلکتوی، (۱۸) مولانا عبد الجبار جہلمی، (۱۹) مولانا ابوسعود قمر بناری، (۲۰) مولانا عبد السلام صاحب بستوی، (۲۱) مولانا محمد داؤد دہلوی، محدث کبیر، (۲۲) علامہ محمد بشیر سہوانی، (۲۳) مولانا خلیل الرحمن، (۲۴) مولانا سید محمد عبد الحفیظ، (۲۵) مولانا سید ابوالحسن، (۲۶) مولانا سید عبد السلام، (۲۷) مولانا ابو محمد عبدالستار عمر پوری، (۲۸) مولانا محمد عبد الجبار عمر پوری، (۲۹) مولانا ابوالبشار، (۳۰) امیر احمد سہارنپوری، اور (۳۱) محدث شہیر حضرت العلام حافظ محمد عبد اللہ غازی پوری کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں، جو کہ صاحب مسند فتویٰ تھے۔ ۲۶

**قائلین رکعت کے دلائل:** یہاں تک تو دلائل و اقوال تھے اُن آئمہ و محدثین اور اہل علم کے جو رکوع میں آکر ملنے والے کی رکعت کو شمار کرنے کے قائل نہیں ہیں۔ اور مناسب ہوگا کہ جمہور قائلین رکعت کے دلائل بھی ذکر کر دیئے جائیں، تاکہ جاننیں بافریقین کے دلائل کا موازنہ کرنے میں



## رُکوع میں ملنے والے کسی رکعت؟

ہے کہ وہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت شمار نہیں کیا کرتے تھے۔

**دوسری دلیل:** اس سلسلہ میں دوسری دلیل کے طور پر جو حدیث پیش کی جاتی ہے، وہ بھی حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے جسمیں ہے:

((مَنْ أَذْرَكَ رُكْعَةً مَعَ الْإِمَامِ قَبْلَ أَنْ يُقِيمَ)) جس نے امام کے ساتھ رکعت کو پالیا قبل اسکے

صلبہ، فَقَدْ أَذْرَكَهَا)) ۳۱ کہ وہ اپنی کمرسیدھی کرے (رکوع سے کھڑا

ہو) اس نے اسے پالیا۔

اس حدیث سے استدلال بھی کئی وجوہات کی بناء پر صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی

یحییٰ بن حمید ہے، جس کے بارے میں امام بخاریؒ نے جزء القراءۃ میں کہا ہے کہ یہ مجہول ہے۔ اسکی

بیان کردہ حدیث پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ اور مرفوعاً اسکی حدیث صحیح نہیں۔ اور یہ راوی اہل علم کے

زدیک قابل حجت نہیں ہے۔ ۳۲

ورائے ہی صفحہ پر امام بخاریؒ نے لکھا ہے کہ یہ روایت تو علماء حجاز وغیرہ کے یہاں مستفیض ہے۔ جبکہ اس

یٰس قَبْلَ أَنْ يُقِيمَ صَلْبِهِ کے الفاظ کا کوئی معنی ہی نہیں، اور نہ ہی اس اضافہ کی کوئی وجہ ہے۔ ۳۳

ورعلاً مہ عبید اللہ الرحمانی نے بھی المراجعة میں لکھا ہے کہ اس روایت کے آخری الفاظ جن میں امام

کے کمرسیدھی کرنے کا ذکر ہے ”قَبْلَ أَنْ يُقِيمَ صَلْبِهِ“ یہ الفاظ صرف یہی راوی یحییٰ بن حمید نقل کرتا

ہے، اس کے ساتھیوں میں سے کسی نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے۔ چنانچہ عقلی کہتے ہیں کہ امام زہری کے

صحاب میں سے امام مالک اور بعض دوسرے حفاظ حدیث نے بھی یہ روایت بیان کی ہے۔ لیکن ان

میں سے کسی نے بھی یہ اضافہ نقل نہیں کیا۔ ۳۴

ور جب اس اضافے کو نقل کرنے والا ضعیف ہے، تو مقصود حاصل نہ ہوا۔ اور پھر اس روایت کی سند

میں ہی ایک دوسرا راوی قرۃ بن عبد الرحمن بھی ہے جو کہ ضعیف ہے۔ جو زجانی نے کہا ہے کہ میں نے

مام احمد بن حنبلؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ قرۃ بن عبد الرحمن سخت منکر الحدیث ہے۔ بعض نے کہا

ہے کہ یہ ضعیف الحدیث ہے اور امام ابو حاتم کا کہنا ہے کہ یہ قویٰ نہیں ہے۔ ۳۵

## رُکوع میں ملنے والے کسی رکعت؟

**تیسری دلیل:** رکوع میں ملنے والے کی رکعت کے قائلین کی تیسری دلیل ابو داؤد اور دارقطنی میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی وہ حدیث ہے جسمیں ہے۔

((إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُودٌ)) جب تم نماز کے لئے آؤ اور ہم حالت سجدہ میں

فَاسْجُدُوا وَلَا تَعْلَوْهَا شَيْئًا وَمَنْ أَذْرَكَ فَاسْجُدُوا وَلَا تَعْلَوْهَا شَيْئًا وَمَنْ أَذْرَكَ

الرُّكْعَةَ فَقَدْ أَذْرَكَ الصَّلَاةَ)) ۳۶ کرو۔ (اور جس نے ”رکوع“ کو پالیا اس نے

نماز پالی)

اس روایت سے استدلال بھی کئی وجوہ کی بناء پر مخدوش ہے:

(۱) کیونکہ اسکی سند ضعیف و ناقابل حجت ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی یحییٰ بن ابوسلیمان ہے،

جسے امام بخاری نے منکر الحدیث کہا ہے۔ اور ابو حاتم کا کہنا ہے کہ اسکی حدیث لکھی جائیگی، لیکن وہ

قویٰ نہیں۔ اور اس حدیث کے ضعف کو بعض قائلین رکعت نے بھی تسلیم کیا ہے، جیسا کہ فتاویٰ

ستاریہ میں ہے۔ (۱/۵۵)۔

(۲) دوسری بات یہ کہ یحییٰ نے یہ روایت زید اور ابن المقبری سے نہیں سنی۔ لہذا یہ منقطع ہونے کی

وجہ سے بھی ضعیف ہے۔ ۳۷

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو کہ اس روایت کو بیان کرنے والے ہیں،

خود ان کا فتویٰ اس روایت کے خلاف ہے۔ وہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت کے قائل نہیں، جیسا کہ

پہلی روایت کے ضمن میں بھی کہا گیا ہے۔ ۳۸

(۴) چوتھی بات یہ کہ اس روایت میں ”رکعت“ کا لفظ ہے، نہ کہ ”رکوع“ کا۔ اور رکعت کا اطلاق

شرعاً قیام، رکوع، سجدتین اور ارکان واذکار پر ہوتا ہے۔ اور یہی رکعت کی شرعی حقیقت ہے۔ اور رکوع

کو رکعت کے معنوں میں لینا مجاز ہے۔ اور حقیقت شرعیہ کے ہوتے ہوئے مجاز مراد لینا تمام علماء

اصول کے نزدیک غلط ہے۔ اور پھر یہاں کوئی قرینہ صارفہ بھی نہیں، جیسا کہ عون المعبود میں تفصیل

مذکور ہے۔ ۳۹

(۵) پانچویں چیز یہ کہ اس روایت کے الفاظ ((مَنْ أَذْرَكَ الرُّكْعَةَ فَقَدْ أَذْرَكَ الصَّلَاةَ)) کا



## رکوع میں ملنے والے کسی رکعت؟

عنی جمہور اہل علم نے یہ بیان کیا ہے کہ اگر کسی کو نماز کا صرف اتنا ہی وقت ملا کہ انہیں وہ صرف ایک رکعت پڑھ سکتا ہے تو وہ بعد میں نماز مکمل کر لے، اس نے نماز کو بروقت پالیا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ جس نے ایک رکعت جماعت سے پالی، اس نے نماز باجماعت کا ثواب پالیا۔ ۴۰

(۶) اور پھر نسائی میں ایک وہ حدیث ہے، جسے پیش نظر رکھیں تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ زیر بحث حدیث سے کیا مراد ہے؟ چنانچہ اس میں ہے:

((مَنْ أَذْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ أَذْرَكَ)) جس نے نماز کی ایک رکعت پالی، اس نے پوری ہی (صَلَاةٍ) نماز پالی۔ (البتہ جو رہ گئی اسے پورا کر لے)

ور رکوع میں ملنے والے کا قیام و قراءت رہ جاتے ہیں۔ لہذا وہ اسے بعد میں پورے کرنے ہونگے، جن کے لئے وہ رکعت پڑھنی پڑے گی۔

**چوتھی دلیل:** جبکہ اس سلسلہ میں ان کا استدلال ایک چوتھی حدیث سے بھی ہے، جو بلاشبہ صحیح تو ہے لیکن اس مسئلہ میں صریح و واضح نہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری، ابوداؤد، نسائی، مسند احمد، ابن حبان، بیہقی اور دیگر کتب میں حضرت ابوبکرؓ کا معروف واقعہ ہے، جس میں وہ بیان فرماتے ہیں:

((أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ رَاكِعٌ، وَهُوَ اس وقت نبی ﷺ کے پاس پہنچے جبکہ آپ رُكْعَ قَبْلَ أَنْ يُصَلَّيَ الصَّفَّ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِنَبِيِّ ﷺ فَقَالَ: زَاذَكَ اللَّهُ حِرْصًا وَلَا تُعَدُّ)) ۴۲

پہلے ہی رکوع کر لیا۔ یہ بات نبی ﷺ کے سامنے ذکر کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تمہارے شوق و حرص کو زیادہ کرے، آئندہ ایسا نہ کرنا۔

قائلین رکعت اس حدیث سے یوں استدلال کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ اگر رکوع میں ملنے والے کی اس رکعت کو شام کرنے والے نہ ہوتے تو پھر انہیں ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی، اور اگر قراءت فاتحہ مقتدی پر بھی واجب ہوتی تو نبی ﷺ حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ کو وہ رکعت لوٹانے کا

## رکوع میں ملنے والے کسی رکعت؟

حکم ضرور فرماتے۔ اور تیسری وجہ استدلال یہ بتائی گئی ہے کہ اس حدیث کے آخری الفاظ وَلَا تُعَدُّ نہیں بلکہ وَلَا تُعَدُّ ہیں، جن کا معنی یہ بنتا ہے کہ اللہ تمہاری حرص کو زیادہ کرے، تم اس رکعت کو نہ دہراؤ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تحقیق و استدلال کی رو سے یہ باتیں صحیح نہیں، جسکی کچھ تفصیل یہ ہے کہ فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے ابن المنیر سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ کے ایک فعل یعنی حصول جماعت کی حرص و کوشش کو درست قرار دیا، اور یہ عام جہت ہے، جبکہ دوسری خاص جہت سے غیر درست بھی فرمایا اور اس سے روکا۔ ۴۳

## ممانعت کس بات کی؟

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کونسی غیر درست بات ہو گئی تھی، جس سے آپ ﷺ نے انہیں روکا تھا۔

(۱) اس سلسلہ میں پہلی بات الفاظ حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ دوڑ کر آئے اور نماز میں شامل ہوئے تھے اور صحیح ابن السکن میں دوڑنے کے واضح الفاظ بھی ہیں، جن میں حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں:

((انْطَلَقْتُ أَسْعَى حَتَّى دَخَلْتُ فِيَّ)) میں دوڑتا ہوا صف میں داخل ہوا۔

(الصَّفِّ) ۴۴

اور یہ دوڑ کر آنا غلط کام ہے، کیونکہ صحیح بخاری و مسلم اور جزء القراءۃ میں حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((إِذَا سَمِعْتُمُ الْإِقَامَةَ فَامْشُوا إِلَى الصَّلَاةِ)) جب اقامت کی آواز سنو تو نماز کی طرف چل دو، اور سکون و وقار سے چلو، بھاگم بھاگ نہ آؤ، جو پالو، وہ پڑھ لو اور جو چھوٹ جائے، وہ اٹھ کر مکمل کر لو۔

اس حدیث کی رو سے نماز کی طرف انکا دوڑ کر آنا منع تھا۔ لہذا آپ ﷺ نے اس سے روکتے ہوئے فرمایا:

وَلَا تُعَدُّ دوبارہ ایسا مت کرو۔

## رُکوع میں ملنے والے کسی رکعت؟

(۲) صحیح بخاری میں اس حدیث کے الفاظ ہیں: ((فَرُكْعَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ)) کہ وہ صف میں پہنچنے سے پہلے ہی رکوع میں چلے گئے۔ اور ابوداؤد میں ہے: ((فَرُكْعَ دُونَ الصَّفِّ ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّفِّ)) انہوں نے صف تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا اور پھر اسی حالت میں چل کر صف تک پہنچے تھے۔

ور مصنف حماد بن سلمہ میں ہے:

((فَرُكْعَ ثُمَّ دَخَلَ الصَّفِّ وَهُوَ رَاكِعٌ)) انہوں نے صف تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کیا اور بحالت رکوع ہی صف میں داخل ہوئے۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا یہ فعل بھی صحیح نہیں تھا، کیونکہ معانی الآثار طحاوی میں حسن درجہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ((إِذَا آتَى أَحَدُكُمْ الصَّلَاةَ فَلَا يَرْكُعْ دُونَ تَمِّمٍ مِنْ جِبِّ كَوْنِ نَمَازٍ كَوْنِ تَوْصِفٍ مِنْ لَصْفٍ حَتَّى يَأْخُذَ مَكَانَهُ مِنَ الصَّفِّ)) پہنچنے سے پہلے رکوع نہ کرے۔

اس سے معلوم ہوا کہ لَا تَعْدُ میں وارد ممانعت اس بات کی ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا ہو کہ دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ شارحین حدیث نے اس کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر نے تلخیص الحیث میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں جن باتوں سے روکا تھا، ان میں سے پہلی بات بقول کسے یہ تھی کہ آپ ﷺ نے انہیں صف سے باہر تکبیر تحریمہ کہنے سے منع فرمایا، اور امام ابن حبان کی طرف سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہیں نماز باجماعت کی طرف تاخیر سے آنے سے منع فرمایا گیا تھا۔ بن القطان اور مہلب کی طرف سے تیسری بات یہ کہی گئی ہے کہ انہیں رکوع کی حالت میں چلتے ہوئے صف میں آنے سے روکا تھا کیونکہ یہ جانوروں کی سی چال ہے۔ اور چوتھا قول یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں نماز کی طرف دوڑ کر آنے سے منع فرمایا۔ ۴۹

## رُکوع میں ملنے والے کسی رکعت؟

امام بخاری نے بھی اس کا یہی معنی جزء القراءة میں کیا ہے، اور کہا ہے کہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ نبی ﷺ کے منع کردہ کام کو دوبارہ کرے۔ ۵۰

**لَا تَعْدُ كَاضْطِرَارٍ** اور اعراب: اس حدیث کے آخر میں وارد ہونے والے دو لفظوں میں سے پہلا تو ”لا“ ہے جو نہی و ممانعت کے لئے آتا ہے۔ جبکہ دوسرا لفظ تین حروف سے مل کر بنا ہے اور وہ تین حروف ہیں ”ت“ اور ”ع“ اور ”د“ ان تینوں حروف کے مجموعہ کو زیر زبر اور پیش یعنی اعراب کی تبدیلی سے چار طریقوں سے پڑھا جاسکتا ہے۔ اور ان سے چار الگ الگ لفظ بن جاتے ہیں، جن کا الگ الگ ہی مفہوم بھی ہے۔

اس لفظ کے ضبط اور اعراب کے سلسلہ میں حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اور علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ یہ لفظ تمام روایات میں تاء کے زبر اور عین کی پیش کے ساتھ (تَعْدُ) ہے۔ جو عود سے بنا ہے۔ اس طرح اس حدیث کا معنی یہ بنتا ہے کہ دوبارہ ایسا مت کر۔ ۵۱ یعنی نہ تیز دوڑ کر نماز کی طرف آ، نہ صف سے باہر تکبیر تحریمہ کہہ، اور نہ صف سے باہر رکوع کر، اور نہ ہی اس طرح صف میں داخل ہو، اور نہ ہی جماعت کی طرف تاخیر سے آ۔

علامہ جزری نے بھی کہا ہے کہ لَا تَعْدُ میں تَعْدُ تاء کے زبر اور عین کی پیش کے ساتھ اور دال کے سکون کے ساتھ ہے۔ جس کا اصل مادہ عَوَد ہے۔ یعنی ایسا فعل (رکوع میں چلنا) آئندہ نہ کرنا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اکیلے اقتداء کرنے سے منع فرمایا ہو۔ اور یہ بھی امکان ہے کہ صف تک پہنچنے سے پہلے رکوع کرنے سے منع فرمایا ہو۔ اور بظاہر آپ ﷺ نے ان سب امور سے ہی منع فرمایا تھا۔ ۵۲ اور آگے امام جزری فرماتے ہیں کہ جس نے اس لفظ کو تاء کی پیش اور عین کی زیر کے ساتھ لَا تَعْدُ پڑھا ہے اور اسے عادیہ کرنے یا دہرانے سے مانا ہے، اس نے بہت بعید کی بات کی ہے کہ آپ ﷺ نے اسے فرمایا ہو کہ تم اپنی نماز مت دہراؤ۔ اور اس سے بھی بعید تر بات اسکی ہے جس نے اسے عَدُ سے تاء کے زبر، عین کی سکون یا جزم اور دال کی پیش کے ساتھ لَا تَعْدُ مانا ہے، جس کا معنی یہ بنتا ہے کہ دوڑ کر مت آؤ۔ اور ان آخری دونوں کے بارے میں کوئی روایت نہیں ہے۔ ۵۳

امیر صنعانی نے سبل السلام میں کہا ہے کہ روایت میں عود سے لَا تَعْدُ ہی سب سے صحیح تر اعراب و لفظ

(۵۴)۔ع

وہ اسے ہی حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ترجیح دی ہے۔ ۵۵

**وہ رکعت ہوئی یا نہیں؟** قائلین رکعت کے انداز اور وجہ استدلال سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ رکعت شارق کی تھی۔ جبکہ مانعین رکعت کا کہنا ہے کہ صحیح بخاری شریف کے وہ الفاظ جو بڑے شد و مد سے پیش کیئے گئے ہیں، ان میں قطعاً اس بات کا ذکر حتیٰ کہ احتمال تک بھی نہیں پایا جاتا کہ انکی وہ رکعت ہوگئی ہو، اور انہوں نے اسے شمار کر لیا ہو۔ چنانچہ امام شوکانی لکھتے ہیں:

اس میں ان کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے، کیونکہ جیسے رکعت کے لوٹانے کا حکم نہیں دیا تو یہاں اس رکعت کو شمار کرنے کا بھی تو کوئی اشارہ نقل نہیں ہوا۔ انکے لئے دعاء حرص رکعت کو شمار کرنے کو لازم نہیں کرتی اور جس سے منع کیا گیا ہو، اس سے حجت و دلیل لینا صحیح نہیں ہے۔

(ص ۲۴۳) پراس حدیث حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ پر مسئلہ نمبر ۳۲۲ کا عنوان یوں قائم کیا ہے:

﴿فَإِنْ جَاءَ وَالْإِمَامُ رَاكِعٌ فَلْيَرْكَعْ مَعَهُ، وَ  
لَا يَتَعَدَّ بِتِلْكَ الرُّكْعَةِ لِأَنَّهُ لَمْ يَدْرِكْ  
لِقِيَامَ وَلَا الْقِرَاءَةَ وَلَكِنْ يَقْضِيهَا  
ذَاسَلَّمَ الْإِمَامُ فَإِنْ خَافَ جَاهِلًا فَلْيَتَّانِ  
حَتَّى يَرْفَعَ الْإِمَامُ رَأْسَهُ، مَنِ الرُّكُوعِ  
يُكَبِّرُ حِينَئِذٍ﴾۔ ۵۷

## رُکوع میں ملنے والے کی رکعت؟

اور اگلے صفحہ پر جا کر ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

رہی حدیث حضرت ابی بکرؓ تو اس میں قائلین  
رکعت کیلئے اصلاً کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ اس  
میں یہ کہاں ذکر ہے کہ انہوں نے اس رکعت کو  
شمار کر لیا تھا؟ اور یہ کہ انہوں نے اسے اٹھ کر  
نہیں پڑھا تھا۔ لہذا اس حدیث سے ان کا تعلق  
ہی ختم ہو گیا۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

اس سلسلہ میں ایک حدیث بڑی فیصلہ کن ہے، جسے حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اور علامہ عبید اللہ رحمانی نے المراجعة شرح مشکوٰۃ میں نقل کیا ہے۔ چنانچہ طبرانی کبیر اور جزء القراءة میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ پر مشتمل جو حدیث ہے۔ اسکے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے یہ حکم بھی فرمایا تھا:

﴿صَلِّ مَا أَدْرَكْتَ وَأَقْضِ مَا سَبَقَكَ﴾ ۵۹ جو نماز مل گئی وہ پڑھ لو، اور جو رہ گئی وہ بعد میں پوری کر لو۔

اس روایت کے الفاظ نے فیصلہ کر دیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رکوع میں ملنے والی رکعت نہیں ہوئی تھی بلکہ انہوں نے بعد میں پڑھی تھی۔

**الغرض:** ہد رک رکوع کی رکعت والا شبہ یا اشکال و اعتراض بھی ختم ہوا اور طے پایا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ والی بخاری و مسلم، سنن اربعہ اور دیگر کتب کی حدیث میں (( لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَفْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ )) کا مفہوم اپنے عموم کے اعتبار سے ہر نمازی کو شامل ہے۔ وہ امام ہو یا مفرد اور چاہے وہ مقتدی ہی کیوں نہ ہو، قراءت فاتحہ کا حکم سب کو شامل ہے۔ وَاللّٰهُ اَلْمَوْفِقُ

ابو حسان محمد منیر قمر نواب الدین

ترجمان سپریم کورٹ انٹرنل ۳۱۹۵۲  
(سعودی عرب)

## کجوع میں ملنے والے کجی رکعت؟

### حوالہ جات:

حسن الکلام ۲/۳۹-۴۰ ملخصاً و توضیح الکلام مولانا ارشار الحق اثری ۱/۱۴۱

۱. جزء القراءة امام بخاری مع اردو، صفحہ ۸۲، ۹۰، ۹۱، ۱۱۱

۲. التفصیل المحتجی ۳/۶-۲۴۶

۳. البرهان الحجاب فی فزیہ ام الکتاب، صفحہ ۱۲۹-۱۵۸ نیز دیکھئے تحقیق الکلام مولانا عبدالرحمن مبارکپوری

۴. ۵۴-۵۳، توضیح الکلام ۱/۱۴۱-۱۵۰ نماز میں سورۃ فاتحہ، مولانا کرم الدین سلفی، صفحہ ۱۸۵-۲۰۹

۵. جزء القراءة، صفحہ ۹۲ مع اردو ترجمہ، بخاری مع الفتح ۲/۱۱۶-۱۱۷، ۱۱۷-۱۱۸ نماز میں سورۃ فاتحہ، صفحہ ۱۸۵

۶. المرعاة شرح مشکوٰۃ ۱/۴۴

۷. جزء القراءة بخاری و کتاب القراءة بیہقی

۸. جزء القراءة صفحہ ۹۸

۹. جزء القراءة صفحہ ۹۳

۱۰. جزء القراءة صفحہ ۷۶

۱۱. جزء القراءة صفحہ ۷۸، نیل الاوطار

۱۲. جزء القراءة صفحہ ۷۷-۷۸

۱۳. جزء القراءة صفحہ ۱۰۰-۱۰۱

۱۴. الترغاتی ۱/۱۴۱ عون المعبود ۲/۱۴۶ نیل الاوطار ۲/۵۷

نماز میں سورۃ فاتحہ صفحہ ۱۸۷

۱۵. النیل ۲/۵۷

۱۶. النیل ۲/۸۵ و المحتجی ۲/۲۴۵

۱۷. کتاب القراءة بیہقی صفحہ ۱۵۷ مترجم اردو

۱۸. المحتجی ۲/۲۴۳-۲۴۴ و نیل الاوطار ۲/۵۷-۵۸، نماز میں سورۃ فاتحہ صفحہ ۱۸۸

۱۹. بحوالہ نماز میں سورۃ فاتحہ صفحہ ۱۹۰-۱۹۱

۲۰. بحوالہ نیل الاوطار ۲/۵۷

## کجوع میں ملنے والے کجی رکعت؟

۱. فتح الباری ۲/۱۱۹، جزء القراءة - ودلیل الطالب صفحہ ۳۴۵ و نماز میں سورۃ فاتحہ، صفحہ ۱۹۱

۲. فتاویٰ نذیریہ ۲/۲۸۶، فتاویٰ علماء حدیث ۳/۱۷۰-۱۷۲

۳. عون المعبود شرح ابوداؤد، جلد ۲ صفحہ ۱۴۵

۴. عون المعبود ۲/۱۴۵-۱۶۱

۵. تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی

۶. التفصیل: فتاویٰ علماء حدیث ۳/۱۷۰-۱۷۲، نماز میں سورۃ فاتحہ صفحہ ۱۸۵-۲۰۴، عون المعبود ۲/۱۴۵-۱۶۱، نیل

اللاوطار ۲/۵۸-۵۲

۷. مشکوٰۃ ۱/۴۴ شیخ البانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، دارقطنی ۱/۱۰۱-۱۰۳ و تحفۃ الاحوذی ۳/۶۲

۸. نیل الاوطار ۲/۵۶-۵۷

۹. التعلیق المغنی ۱/۱۰۱-۱۰۳

۱۰. المرعاة ۳/۳۱۷ فتاویٰ ستاریہ ۵۶

۱۱. نیل الاوطار ۲/۵۶

۱۲. جزء القراءة صفحہ ۱۰۲-۱۰۷ و سنن دارقطنی ۱/۱۰۷-۱۰۸

۱۳. جزء القراءة، صفحہ ۱۰۷

۱۴. جزء القراءة، صفحہ ۱۰۷-۱۰۸، المرعاة ۳/۹۸، تحفۃ الاحوذی ۳/۶۲

۱۵. میزان الاعتدال ۳/۳۴۶، بحوالہ نماز میں سورۃ فاتحہ، صفحہ ۲۰۸

۱۶. ابوداؤد مع العون، دارقطنی ۱/۱۰۷، ضعیف ابی داؤد، حدیث (۷۹۳)

۱۷. جزء القراءة، امام بخاری، صفحہ ۱۰۸، عون المعبود

۱۸. نیز دیکھئے جزء القراءة صفحہ ۷۷ و نیل الاوطار ۲/۵۷

۱۹. عون المعبود

۲۰. المرعاة ۲/۴۱

۲۱. المرعاة بیناً

۲۲. بخاری مع الفتح ۲/۲۶۷ مع عمدۃ القاری ۳/۵۴، ۶/۵۴، التلخیص الحجیر ۱/۲۸۴ و صحیح ابی داؤد ۱/۱۲۲، ابوداؤد مع العون

## ذکوع میں ملنے والے کی ذکرعت؟



۲/۳۷۸-۳۷۹، مشکوٰۃ مع المرعاة ۲/۹۷

۲۶۸/۲ فتح الباری

۲۴ بحوالہ التخصیص والمرعاة ۳/۹۷

۳۵ بلوغ المرام مع السبل ۲/۳۳، بخاری ۲/۱۱۶-۱۱۷،

جزء القراء صفحہ ۹۴

۲۶ بخاری مع الفتح

۴۷ المرعاة ایضاً

۲۸ بحوالہ المرعاة ایضاً

۲۹ التخصیص ۱/۱/۲۸۵ والمرعاة ۳/۹۷

۵۰ جزء القراءۃ، صفحہ ۷۸ وفتح الباری ۲/۲۶۹

۵۱ فتح الباری ۲/۲۶۹ عمدة القاری ۲/۶/۵۵

۵۲ بحوالہ المرعاة ۳/۹۸

۵۳ المرعاة ایضاً

۵۴ سبل السلام، ۱/۲/۳۳

۵۵ فتح الباری، ۲/۲۶۹

۵۶ لنیل ۲/۳/۵۷

۵۷ الحلی ۳/۶/۲۴۳

۵۸ الحلی ۳/۶/۲۴۴ وفتح الباری والمرعاة

۵۹ فتح الباری والمرعاة ایضاً